Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 5, 2025

# Human Organ Donation and Transplantation Based on Modern Science and Specific Sharia Principles

## جدید سائنس اور خاص شرعی اصولوں پر انسانی اعضاء کا عطیہ اور پیوند کاری

**Mufti Muhammad Ramzan Sialvi**
Ph.D. Scholar Minhaj University, Lahore
**Email:** Muftimramzansialvi@yahoo.com

## Abstract

This research explores the complex ethical and legal dimensions of organ donation and transplantation within the framework of Islamic jurisprudence. The study delves into the debates between the outright prohibition (عدم جواز) and the conditional permissibility (مشروط جواز) of donating and transplanting human organs. Various classical and contemporary Islamic scholars' viewpoints are analyzed to understand the diverse interpretations of Shariah regarding bodily integrity, necessity, and saving lives. The paper outlines the specific conditions under which organ donation may be deemed permissible, such as consent, the absence of commercial motives, and the necessity of saving a life. The research aims to provide a balanced perspective by presenting both the reservations and allowances found in Islamic teachings, offering guidance for Muslims navigating modern medical challenges.

**Keywords:** Human, Organ, Donation, Transplantation, Modern Science, Sharia, Principles

اسلام ایک کامل اور جامع دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جدید طب کی ترقی کے ساتھ کئی نئے مسائل نے جنم لیا ہے جن میں اعضاء کی پیوند کاری بھی شامل ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی مریض کی جان بچانے کے لیے دوسرے انسان کے جسم سے کوئی عضو منتقل کرنا جائز ہے؟ یہ مسئلہ نہ صرف طبی اور اخلاقی، بلکہ شرعی پہلو بھی رکھتا ہے۔ اس مقالے میں اسلام میں اعضاء کی پیوند کاری کے جواز، عدم جواز کے دلائل اور ان پر ایک جامع تجزیہ پیش کیا جائے گا۔


CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 5, 2025

**اعضاء کی پیوند کاری کا تعارف**

اعضاء کی پیوند کاری (Organ Transplantation) ایک طبی عمل ہے جس میں کسی مریض کے خراب عضو کو دوسرے انسان کے صحت مند عضو سے بدل دیا جاتا ہے۔ اس میں دو اقسام شامل ہیں: زندہ انسان سے عضو لینا، یا مرنے کے بعد کسی کے عضو کو دوسرے انسان میں منتقل کرنا۔

**دوران زندگی عضو کا عطیہ**

زندگی میں عطیہ دینے والے افراد اہلِ خانہ ہوتے ہیں مثلاً والدین، بیٹا، بیٹی، بھائی بہن و دیگر براہ راست رشتہ دار اور میاں یا بیوی وغیرہ۔ دوران زندگی جن مختلف ٹشو یا عضو کا عطیہ دیا جاسکتا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: خون، ہڈی کا گودا ایک گردہ، جگر کا کچھ حصہ، جلد اور پھیپھڑے کا حصہ بھی عطیہ کیا جاسکتا ہے۔

**بعد از مرگ عضو کا عطیہ**

انتقال کے بعد عطیہ، اعضاء سے مراد کسی بھی عاقل و بالغ شخص کی طرف سے وصیت یا اس رضامندی کو واضح کرتا ہے کہ انتقال کے بعد اس کے جسمانی اعضاء کو کسی دوسرے شخص کے جسم میں منتقل کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ طبی طریقہ کار ہے یہ عمل نا صرف قانونی، اخلاقی اور سماجی اعتبار سے انتہائی اعلیٰ ہے بلکہ یہ ایثار فراخدلی اور انسان دوستی کا بہترین جذبہ بھی تصور کیا جاتا ہے۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

### جواز اور عدم جواز کے دلائل

اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان کی مخلوقات میں انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے اور زمین پر اللہ نے اسے اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اسے شرف تکریم عطاء کیا۔ اس بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[1]

"ہم نے پیدا کیا انسان کو (بہت) خوب اندازے پر"۔

اس ضمن میں ایک اور قرآنی آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ آدَمَ[2]

"اور ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو"۔

یعنی یہ کہ آدم کی اولاد کو تمام مخلوقات پر جو فضیلت دی گئی ہے اس میں تو کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف حیثیتوں سے ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں جو دوسری مخلوقات میں نہیں مثلاً: حسن صورت، اعتدال جسم، اعتدال مزاج، اعتدال قد و قامت جو انسان کو عطا ہوا ہے وہ کسی دوسرے جاندار میں نہیں ہے، اس کے علاوہ عقل و شعور میں بھی اس کو خاص امتیاز بخشا ہے جس کے ذریعے وہ تمام کائنات آسمانی اور ارضی سے اپنے کام نکالتا ہے۔ ذیل میں ہم اعضاء کی پیوند کاری کے حاملین اور غیر حاملین کی آراء کا تجزیہ پیش کریں گے۔

OPEN ACCESS

cc BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

## عدم جواز کے حاملین

عدم جواز کے حاملین کی آراء حسب ذیل ہیں:

## مفتی محمد شفیعؒ کا نظریہ

انسان کے جسمانی اعضاء جو کہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہیں اب اس عطیہ کے بارے میں (جن کو مختلف ذرائع سے نکالا اور تبدیل کیا جارہا ہے)، مفتی محمد شفیعؒ مسائل و احکام بیان کرتے ہیں کہ شریعت اسلام میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس ضمن میں دو قرآنی آیات کو بیان کیا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُم مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً[3]

"وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے"۔

کیا انسان کو اپنے جسم میں تصرف کرنے کا اختیار ہے کہ وہ اپنے اعضاء کو استعمال کرتا پھرے؟ اس کے پاس یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور وہ اپنے اعضاء کے بارے میں اپنے رب کے سامنے جواب دہ ہو گا۔

دوسری آیت یہ ہے کہ :

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا[4]

"بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے پوچھ گچھ ہو گی"۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

ان دونوں آیات قرآنی کو بیان کرنے کے بعد صاحب تفسیر انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے ضمن میں اپنی ایک تصنیف میں رقم طراز ہیں کہ:

1. "جس طرح جانوروں کی کھال اور بال الگ کر دیئے جاتے ہیں اور مختلف قسموں کے کاموں میں لگایا جاتا ہے، اسی طرح انسان کے ساتھ بھی یہی معاملہ جو کہ اس کی کھال، بال اور دوسرے اعضاء کو کاٹ کر استعمال میں لایا جائے تو یہ انسانی شرافت و تکریم اور منشاء تخلیق کائنات کے بالکل منافی ہے اس لیے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت اور کاٹ کر استعمال کرنا سنگین جرم اور سخت حرام ہے۔ دنیا کے ہر دور کے حکماء نے اس فیصلہ کو تسلیم کیا ہے اور تمام انبیاء کرام کی مختلف شریعتوں کا اس پر اتفاق رہا ہے۔ مسیحی دنیا جو آج کل ان کاموں میں پیش پیش ہے، ان کا بھی اصل مذہب یہی ہے۔ اسلام نے ایک انسان کے عضو کو دوسرے انسان کے لیے استعمال کرنا اس کی رضامندی اور اس کی اجازت کے باوجود بھی ناجائز کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنی قدرت کاملہ سے جس طرح جسم کی ساخت بنائی ہے کہ سائنس چاہے، جدید ہو یا قدیم ہو دونوں مل کر بھی اس کا ایک حصہ بھی نہیں بنا سکتی۔ انسان کا پورا وجود ایک چلتی پھرتی فیکٹری ہے اور اس میں مختلف مشینیں کام کر رہی ہیں، یہ سب مشینیں ان کے پیدا کرنے والے نے انسان کو امانت کے طور پر دی ہیں، اس کو ان چیزوں کا مالک نہیں بنایا۔


OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

2. جس طرح انسان کا خود کشی کرنا حرام ہے، اسی طرح انسان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنا عضو کسی دوسرے کو رضاکارانہ طور پر یا معاوضہ لے کر دے دینا حرام ہے، فقہاء کرام نے قرآن و سنت کی واضح نصوص کی بناء پر فرمایا ہے کہ جو شخص بھوک وپیاس سے مر رہا ہو اس کے لیے مردار جانور اور ناجائز چیزوں کا کھانا تو بقدر ضرورت جائز ہے مگر یہ بات اس وقت بھی جائز نہیں ہو سکتی کہ کسی دوسرے زندہ یا مردہ انسان کا گوشت کھائے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنا گوشت یا عضو دوسرے انسان کو بخش دے کیونکہ خرید و فروخت یا ہدیہ صرف اپنی چیزوں میں ہو سکتا ہے، روح انسانی اور اعضاء انسانی اس کی ملک نہیں کہ وہ کسی کو دے۔

3. آج کل ڈاکٹر اور سرجری کی نئی ترقیات نے فنی طور پر بلا شبہ اپنے کمال کا مظاہرہ کیا ہے کہ ایک انسان کی آنکھیں دوسرے نابینا انسان کے چہرے میں لگا کر اس کو روشن کر دکھایا۔ پھر ایک انسان کا گردہ، پتہ، پھیپھڑا دوسرے مریض انسان کے جسم میں لگا کر تندرست کیا۔ اس وقت جس انداز سے یہ کام جاری و ساری ہے۔ بظاہر ان مضرتوں کی روک تھام کا انتظام کر لیا گیا ہے جو اس تماشے کے نتیجے میں پورے انسانی معاشرے کو تباہی میں ڈال سکتی ہیں کیونکہ ایسے اعضاء صرف خالص رضاکارانہ طور پر ان لوگوں سے لیے اور دیے جاتے ہیں جو اس جہاں سے گزرے ہیں۔ خواہ وہ بیماری کے سبب یا سزا کے طور پر قتل ہونے کی وجہ سے لیکن دنیا کے تجربات رکھنے والے کوئی صاحب بصیرت


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

ان عارضی پابندیوں پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔ خدانخواستہ یہ طریقہ علاج رواج پا گیا تو اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہو گا کہ غریب انسان کی آنکھیں اور گردے اور دوسرے اعضاء ایک بکاؤمال کی طرح بازار میں بکا کریں گے"۔

مفتی محمد شفیعؒ نے اس مختصر بحث میں اپنا نقطہ نظر یہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری ہر طرح سے ناجائز اور حرام ہے۔ چاہے کوئی انسان اپنی رضامندی سے اپنی آنکھیں، گردہ، پھیپھڑا وغیرہ دے یا پھر ان اعضاء کو کسی مجبور بندے سے خرید کر اس سے پیوند کاری کی جائے تو یہ ناجائز ہے اس لیے کہ انسان اپنے جسم کے اعضاء کا مالک نہیں ہے کہ وہ اس کو تقسیم کرتا پھرے۔[5]

**علامہ غلام رسول سعیدی کا نظریہ**

اس مسئلہ کو علامہ سعیدی بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے :

لَاتَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ[6]

"اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"۔


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

### اپنے جسم کے بعض اعضاء نکلوا کر کسی کو دے دینا

علامہ سعیدی رقم کرتے ہیں کہ "بعض فقہاء جن میں حافظ ابن البر مالکی بن عطیہ اندلسی، حافظ ابو القیاس قرطبی اور علامہ بدر الدین عینی حنفی نے مسئلہ فطرت کے معنی پر بحث کی ہے اور دلائل سے واضح کیا ہے کہ جس خلقت اور جس ہیئت پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحیح اور سالم اور تمام جسمانی نقائص اور عیوب سے خالی پیدا کیا اور وہی فطرت ہے"۔

علامہ سعیدی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ یعنی اللہ کی خلقت اور بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلقت اور ہیئت میں تبدیلی نہ کرو اور اپنے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی اور تغیر نہ کرو، جو لوگ اپنے بعض اعضاء مثلاً گردہ وغیرہ نکلوا کر کسی کو دے دیتے ہیں ان کا یہ فعل بھی اس مذکورہ آیت کی رو سے ممنوع اور حرام ہے۔ اپنے جسم کے اعضاء نکلوانے کے حرام ہونے پر دوسری دلیل قرآن مجید کی اس آیت سے دیتے ہیں کہ اپنے جسم کے بعض اعضاء کو نکلوانا یا کٹوانا تغیر خلق اللہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کا قول نقل فرمایا :

وَلَاُضِلَّنَّهُمۡ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمۡ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَّخِذِ الشَّيۡطٰنَ وَلِيًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًا[7]

"اور مجھے قسم ہے میں ضرور ان کو گمراہ کر دوں گا اور میں ضرور ان کے دلوں میں (جھوٹی) آرزوئیں ڈالوں گا اور میں ضرور ان کو حکم دوں گا تو وہ ضرور مویشیوں کے کان چیر ڈالیں گے اور میں ان کو ضرور حکم دوں گا تو وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

صورتوں کو تبدیل کریں گے۔اور جس نے اللہ کے بجائے شیطان کو اپنا دوست بنا لیا تو وہ کھلے ہوئے ہوئے نقصان میں مبتلا ہو گیا"۔

اب جو مرد داڑھی منڈواتے ہیں اور عورتوں کی طرح چوٹی رکھتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی طرح بال کٹواتی یا سر منڈاتی ہیں اور جو بوڑھے مرد بالوں پر سیاہ خضاب لگاتے ہیں اور جو مرد خصی ہو جاتے ہیں (جو بعد میں عورتیں بن کرناچتے ہیں) یا وہ لوگ جو اپنے بعض اعضاء کسی کو دینے کے لیے نکلواتے ہیں تو یہ سب شیطان کے حکم پر عمل کر کے تغیر خلق اللہ کر رہے ہیں اور اللہ کی تخلیق کو تبدیل کر رہے ہیں۔سو یہ تمام افعال ناجائز اور حرام ہیں۔[8]

**انسانی افراط کے ساتھ پیوندکاری کی تحریم اور ممانعت**

اس طرح کی ایک اور حدیث بیان ہوئی ہے کہ:

عن عائشۃ ان جاریتہ من الانصار تزوجت وانھا مرضت فتمرط شعرھا فارادو ان یعلوا : فسالو رسول اللہ ﷺ عن ذالک فلعن الواصلۃ والمستوصلتہ[9]

"حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی، وہ بیمار ہو گئی اور اس کے بال جھڑ گئے، اس کے گھر والوں نے ارادہ کیا کہ اس کے بالوں کے ساتھ کسی دوسری عورت کے بالوں کو پیوند کر دیں۔انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

وسلم سے پوچھا اس بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالوں میں پیوند کرنے والی اور بالوں میں پیوند کرانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے"۔

### انسانی اجزاء کے ساتھ پیوند کاری کی تحریم اور ممانعت

علامہ سعیدی فقہاء مذاہب کی تصریحات کو نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

### علامہ یحیٰ بن شرف نواوی لکھتے ہیں کہ:

واصلہ کا معنی ہے وہ عورت جو کسی عورت کے بالوں میں دوسرے بالوں کا پیوند لگائے اور مستوصلہ کا معنی ہے وہ عورت جو اپنے بالوں میں دوسری عورت کے بالوں کا پیوند لگوائے۔ مزید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحابؒ نے اس مسئلہ کی تفصیل کی ہے اور یہ کہا کہ اگر عورت نے اپنے بالوں کے ساتھ کسی آدمی کے بالوں کو پیوند کیا ہے تو بالاتفاق حرام ہے، خواہ وہ مرد کے بال ہوں یا عورت کے اور خواہ وہ اس کے محرم کے بالوں ہیں یا شوہر یا ان کے علاوہ کسی اور کے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ احادیث میں عموم ہے اور اس لیے بھی کہ آدمی کے بالوں اور سارے اجزاء سے اس کی تکریم کی وجہ سے نفع حاصل کرنا حرام ہے۔[10]

اب آگے انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے ہی ضمن میں قرآنی آیت کے جملہ "لَاتَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ"کی روشنی میں احادیث مبارکہ اور فقہاء سے دلائل بیان کرنے کے بعد اسی کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے علامہ سعیدی رقم کرتے ہیں کہ حدیث


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

صحیح میں انسان کے اجزاء کی دوسرے انسان کے اجزاء کے ساتھ پیوند کاری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی گئی ہے۔خواہ کسی مرض کی ضرورت کی وجہ سے یہ پیوند کاری کی جائے اور فقہاء مذاہب نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور انسان کے بالوں کے ساتھ دوسرے انسان کے بالوں کی پیوند کاری ممنوع ہے تو پھر انسان کے اعضاء کے ساتھ دوسرے انسان کے اعضاء کی پیوند کاری بطریق اولیٰ ممنوع اور حرام ہو گی۔

ہاں البتہ سونے کی دھات سے یہ پیوند کاری ہو سکتی ہے۔جیسے روایات میں ملتا ہے کہ:

عن عبد الرحمن بن طرفۃ: ان جدہ عرفجۃ بن اسعد قطع انفہ یوم الکلاب فاتخذہ انفا من ورق فانتن علیہ، فامرہ النبی صلی اللہؐ علیہ وسلم فاتخذ انفا من ذھب [11]

حضرت عبد الرحمن بن طرفہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا عرفجہ بن اسعدؓ کی جنگ کلاب میں ناک کاٹ دی گئی تھی۔انھوں نے چاندی کی ناک لگوائی لیکن وہ سڑ گئی اور اس سے بدبو آنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس کی جگہ سونے کی ناک لگالے"۔

علامہ سعیدی انسانی اعضاء کی پیوند کاری کی شرعی حیثیت کے عدم جواز پر اپنی نقطہ نظر کو اپنی تصنیف شرح صحیح مسلم میں وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری سونے چاندی کی دھات اور پاک جانوروں کے اعضاء اور ہڈیوں سے پیوند کاری کرنا جائز ہے البتہ کسی زندہ یا مردہ انسان کے اجزاء کو دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں۔


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

**انسانی اعضاء کی پیوندکاری کے بارے میں عدم جواز کی وجوہ :**

اکثر فقہاء حضرات نے انسانی اجزاء سے انتفاع (فائدہ) کو اسی لیے منع فرمایا ہے کہ انسان صرف خرید و فروخت کی چیز بن کر نہ رہ جائے کیونکہ یہ اس کی شان تکریم کے خلاف ہے اسی سلسلہ میں فقہاء اور علماء کرام کی آراء عدم جواز کی وجوہ کی ضمن میں ہے: **علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی فرماتے ہیں کہ:**

وشعر الانسان والانتفاع بہ ای لم یجز بیعہ والانتفاع بہ لان کان الادمی غیر مبتذل فلا یجوز ان یکون شئ عن اجزاءہ مھانا مبتذلا [12]

"انسان کے بال سے نہ انتفاع جائز ہے اور نہ اس کی بیع جائز ہے اس لیے کہ آدمی مکرم ہے اس کے مقابل کوئی چیز نہیں پس نہیں جائز ہے کہ اس کے اجزاء میں سے کسی جزو کو ذلیل کیا جائے یا استعمال کیا جائے۔

**امام ابی بکر محمد بن احمد بن ابی سھل المبسوط میں بیان کرتے ہیں کہ:**

الاتری ان شعر الادمی لاینتفع بہ اکراما للادمی [13]

"کیا تو نے نہیں دیکھا انسانیت کی وجہ سے انسانوں کے بالوں سے بھی فائدہ نہیں لیا جاسکتا"۔

**شرح سیر الکبیر للسرخسیؒ میں ہے:**


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

والآدمي محترم بعد موته علی ماكان عليه في حياته. فكما يحرم التداوي بشيء من الآدمي الحي إكراما له فكذلک لا يجوز التداوي بعظم الميت. قال–صلى الله عليه وسلم–:"كسر عظم الميت ككسر عظم الحي"[14]

آدمی کی موت کے بعد بھی اس کی عزت احترام ویسی ہی ہوتی ہے جیسی اس کی زندگی میں تھی۔ جیسے زندہ آدمی کی عزت کے پیش نظر اس کے جسم پر علاج کرنے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح مردے کی ہڈی سے علاج کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردے کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔"

**امام علاؤالدین بن ابی بکر بن مسعود الکاسانیؒ رقم کرتے ہیں:**

واما النوع الذی لا یباح ولا یرخص بالاکراہ اصلاً فھو قتل المسلم بغیر حق سواء کان الاکراہ ناقصا أو تاما وکذا قطع عضو من اعضاہ ولو اذن بہ المکرہ علیہ فقال للمکرہ افعل لا یباح لہ ان یفعل[15]

"اور وہ قسم جو کہ ناجائز ہوتی ہے اور نہ اس میں رخصت دی جاتی ہے بالکل مجبور کرنے سے تو وہ ناحق مسلمان کا قتل کرنا ہے۔ برابر ہے کہ اکراہ ناقص ہو یا تام (کم یا پورا) اور اسی طرح مسلمان کے اعضاء میں سے کسی عضو کا کاٹنا اگرچہ مکرہ علیہ اس کو اجازت دے اور مکرہ کو کہے کہ تو یہ کام کر پھر بھی اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کرے"۔

**مولانا مجاہد الاسلام قاسمی فرماتے ہیں :**


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

اضطراری حالت میں خون دینا تو جائز ہے کیونکہ خون عضو نہیں ہے اور پھر دوبارہ بھی نیا خون پیدا ہو جاتا ہے لیکن نکالے ہوئے عضو کی جگہ دوسرا عضو پیدا نہیں ہو تا مثلاً آنکھ، گردہ وغیرہ اگر نکالے جائیں تو یہ دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتے اس لیے انسانی اعضاء کی پیوند کاری ناجائز ہے۔[16]

**مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رقم طراز ہیں کہ:**

آنکھوں کے عطیہ کا معاملہ صرف آنکھوں تک ہی محدود نہیں ہے، بہت سے دوسرے اعضاء بھی مریضوں کے کام آ سکتے ہیں اور ان کے دوسرے مفید اعضاء استعمال بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ دروازہ اگر اس طرح کھول دیا گیا تو مسلمان قبر میں دفن ہونا مشکل ہو جائے گا اور اس کا سارا جسم چندہ ہی میں تقسیم ہو کر رہ جائے گا۔[17]

**مولانا محمد برھان الدین سنبھلی فرماتے ہیں:**

انسان جب اپنے اجزاء و اعضاء کا مالک نہیں ہے تو پھر کسی دوسرے شخص کو کسی بھی صورت اجازت نہیں دے سکتا، اگر وہ اجازت دے بھی دیتا ہے تو وہ شرعاً نا قابل اعتبار بلکہ باعث رد ہو گی۔[18]

**ڈاکٹر طاہر القادری فرماتے ہیں:**

انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کلیتاً ناجائز ہے۔ اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ امراء اپنی دولت کے بل بوتے پر دو وقت کی روٹی کو ترسنے والے غریبوں کے گردے یا دیگر اعضاء خرید کر ان کی زندگی کو اجیرن بنا دیں۔[19]

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

**مولانا محمد یوسف لدھیانوی اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :**

اسلامی شریعت انسان اور انسانیت کی ظاہری اور معنوی صلاح و فلاح کی ضامن ہے اس کے لیے کسی حرام اور خطرناک کی طرف دیکھنا اور صرف ظاہر فائدہ کے بناء پر اس کی اجازت دے دینا ممکن نہیں، اسلام نے نہ صرف زندہ انسان کے درست اعضاء کا نہیں بلکہ کٹا ہوا یا بے کار اعضاء و اجزاء کا استعمال بھی حرام قرار دیا ہے اور اسی طرح مردہ انسان کے بھی کسی عضو کو کاٹنا ناجائز کہا ہے اور اس معاملہ میں کسی کی رضامندی اور اجازت سے بھی اس کے اعضاء و اجزاء کے استعمال کی جازت نہیں دی اور اس حکم میں مسلمان و کافر سب برابر ہیں کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے۔ انسان کے احترام کو شریعت اسلام نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی حال میں بھی کسی کو انسان کے اعضاء و اجزاء حاصل کرنے کی لالچ وغیرہ نہ ہو، اس طرح یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء استعمال کے کاموں سے بالاتر ہیں جن کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں، دواؤں اور دوسرے مفادات کے لیے استعمال کیا جائے اور اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ، فقہائے کرام اور پوری امت متفق ہے، اور نہ صرف شریعت اسلام بلکہ تمام مذاہب کا یہی قانون ہے۔[20]

**علامہ ریاض حسین شاہ کاظمی فرماتے ہیں:**

جہاں تک زندہ کا تعلق ہے تو انسان کے اعضاء واجزاء انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرف کر سکے کہ ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء و جوارح کو نہ بیچ سکتا ہے نہ کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے۔ اور نہ ان چیزوں کو اپنے

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

اختیار سے ہلاک وضائع کر سکتا ہے۔ صرف زندہ انسان کے کارآمد اعضاء ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بیکار اعضاء واجزاء کا استعمال بھی حرام ہے۔ جہاں تک مردہ کا تعلق ہے تو مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع وبرید بھی جائز نہیں ہے اس معاملے میں کسی کی اجازت اور رضامندی سے بھی اسکے اعضاء واجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں ہے اس میں مسلم وکافر سب کا حکم یکساں ہے کیونکہ یہ یعنی تکریم، انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے۔[21]

## فتاویٰ جات

ذیل میں ہم ان فتاویٰ جات کا ذکر کریں گے جو انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

### فتاوی عالمگیری میں ہے:

وأماما یرجع إلی الواهب فهو أن یکون الواهب من أهل الهبة، وکونه من أهلها أن یکون حرا عاقلا بالغامالکا للموهوب حتی لو کان عبدا أو مکاتبا أو مدبرا أو أم ولد أو من في رقبته شيء من الرق أو کان صغیرا أو مجنونا أو لا یکون مالکا للموهوب لا یصح، هکذا في النهایة. وأماما یرجع إلی الموهوب فأنواع منها أن یکون موجودا وقت الهبة فلا یجوز هبة ما لیس بموجود وقت العقد ومنها أن یکون مالا متقوما فلا تجوز هبة ما لیس بمال أصلا کالحر والمیتة والدم وصید الحرم والخنزیر وغیر ذلک ولا هبة ما لیس بمال مطلق کأم الولد والمدبر المطلق والمکاتب ولا هبة ما لیس بمال متقوم کالخمر، کذا في البدائع[22]

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

جہاں تک تعلق ہے ہبہ کرنے والے (واهب) سے، تو ضروری ہے کہ وہ ہبہ کرنے کے اہل ہو، اور اہل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آزاد، عقل مند، بالغ، اور مال کا مالک ہو۔ یعنی اگر وہ غلام، مکتوبہ (جس پر آزادی کا وعدہ ہو)، مدبر، ام ولد (جسے آزاد کرنے کا وعدہ ہو)، یا کسی ایسے شخص کی ملکیت میں ہو جس پر کچھ غلامی کا اثر ہو، یا وہ بچہ، پاگل ہو، یا موہوب (دیا جانے والا مال) کا مالک نہ ہو، تو ایسی حالت میں ہبہ صحیح نہیں ہو گا، جیسا کہ "النھایۃ" میں ذکر ہے۔

جہاں تک تعلق ہے موہوب (دیا جانے والے مال) سے، تو اس کی بعض شرائط ہیں، جیسے کہ وہ وقتِ ہبہ موجود ہو، کیونکہ ایسی چیز کا ہبہ جائز نہیں جو اس وقت موجود نہ ہو۔ اس کے علاوہ، موہوب مال کا تقویم (مالیت) ہونا ضروری ہے، یعنی ایسی چیز کا ہبہ نہیں کیا جا سکتا جو مال نہ ہو، جیسے کہ آزاد انسان، مردہ، خون، حرم کے شکار، خنزیر وغیرہ، اور نہ ہی ایسی چیز کا ہبہ جائز ہے جو بالکل مال نہ ہو، جیسے ام ولد، مدبر مطلق، مکتوبہ، اور نہ ہی وہ چیز جو مالِ متقوم نہ ہو، جیسے شراب وغیرہ۔ یہ سب کچھ "البدائع" میں ذکر کیا گیا ہے۔

**فتاوٰی شامی میں ہے:**

والآدمي مكرم شرعا وإن كان كافرا فإيراد العقد عليه وابتذاله به وإلحاقه بالجمادات إذلال له. اه- أي وهو غير جائز وبعضه في حكمه وصرح في فتح القدير ببطلانه[23]

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

آدمی شرعاً مکرم ہے چاہے وہ کافر ہو، لہٰذا اس پر معاہدہ لانا، اس کے ساتھ بے عزتی کرنا اور اسے جمادات (مردار یا بے جان چیزوں) کی طرح سمجھنا اس کی توہین ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عمل جائز نہیں ہے، اور بعض صورتوں میں یہ حکم اس کے مماثل ہوتا ہے۔ "فتح القدیر" میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ ایسے معاہدے کو باطل قرار دیا جائے گا۔

**فتاوٰی محمودیہ میں ہے:**

"کوئی انسان فوت شدہ انسان کا جگر، آنکھ، دل وغیرہ دوسرے انسان کے جسم میں نہیں لگا سکتے، اگر کوئی آدمی ایسی وصیت کرتا ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے تو یہ وصیت کرنا ناجائز ہے اور وہ ناقابلِ نفاذ نہیں ہے۔"[24]

**فتاویٰ حقانیہ میں ہے:**

اپنے اعضاء کو معالجتاً استعمال کرنے کے لیے دوسرے انسان کے لیے وصیت کرنا اور ان اعضاء کی پیوند کاری کرنا شرعا حرام ہے اگرچہ یہ دباؤ آج کل کافی عروج پر ہے جس اجتناب لازمی ہے۔[25]

**جواز کے قائل علماء**

ذیل میں ہم انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے حاملین کی آراء پیش کریں گے۔

**اسلامی نظریاتی کونسل (پاکستان) کی رائے**


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

اسلامی نظریاتی کونسل زندہ انسان سے عضو لے کر پیوند کاری کے خلاف ہے جب کہ مردہ انسان سے چند شرائط کے ساتھ اعضاء کی پیوند کاری کی اجازت دیتی ہیں:

کسی میت کی وصیت کے مطابق اس کی موت واقع ہو جانے کے بعد اس کا عضو قطع کیا جاسکتا ہے۔ اس وصیت کی حیثیت اصلاحی وصیت کی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد موصی (وصیت کرنے والے) شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضاء اس کے کام نہیں آئیں گے اور ان سے کسی دوسرے مضطر شخص کو فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ اگر اس کی اس خواہش کی تکمیل سے دوسرے شخص کو فائدہ حاصل ہو سکے تو اس کی یہ خواہش اس کے مرنے کے بعد پوری کی جاسکتی ہے۔

اس وصیت کی تعمیل مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ہو گی:

1. یہ کہ وہ عضو موصی کی طرف سے خالصتہً للہ ہدیہ ہونا چاہیے۔
2. ورثائے میت اس کے جسم سے عضو قطع کرنے کی اجازت متفقہ طور پر دیں۔ اگر کوئی ایک وارث بھی اس پر رضامند نہ ہو تو وہ عضو قطع نہیں کیا جائے گا البتہ کسی لاوارث شخص کی وصیت پر اس کی موت کے بعد اس کی نعش سے کوئی عضو علیحدہ کرنے کے لیے ایسی رضامندی کی ضرورت نہ ہو گی۔
3. موصی کی وصیت کے مطابق اس عضو کو دو ثقہ اور متقی ڈاکٹروں کی اس تصدیق پر قطع کیا جائے گا کہ اس شخص کی موت واقع ہو چکی ہے۔


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

4. ایک ثقہ، متقی، مسلمان ڈاکٹر اس نیت سے وہ عضو الگ کرے گا کہ اس سے کسی ضرورت مند مضطر شخص کو فائدہ پہنچایا جائے گا۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر عطیہ صرف مرنے کے بعد کے لیے ہو گا اور پیوند کاری بھی مذکورہ صورت میں معطی کے مرنے کے بعد ہو گی۔ مرنے کے بعد کسی دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے نیک ارادے اور نیک خواہش کی بناء پر کسی عضو کو کاٹ کر جدا کرنا مثلہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ احادیث جو مثلہ اور میت کی ہڈی توڑنے کی ممانعت کے بارے میں آئی ہیں ان میں ممانعت کی علت بے حرمتی تحقیر اور ہتک احترام آدمیت ہے اور یہاں پیوند کاری کے سلسلے میں کیے جانے والے عمل جراحی سے میت کی بے حرمتی اور ہتک مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس سے ایک دوسرے انسان کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے جبکہ معطی کو کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا، اس لیے یہاں علت جواز مصلحت انسانی، مفاد عامہ، دفع ضرر اور ازالہ ٔتکلیف و مشقت ہے۔[26]

**مفتی منیب الرحمن صاحب کی رائے**

مفتی منیب الرحمن صاحب اعضاء کی پیوند کاری کے جواز پر دلائل دیتے ہوئے **سندھ انسٹیوٹ آف یورولوجی اینڈ ٹرانسپلانٹیشن، شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی** (سیمینار ۲۰۱۵ء) میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کو چاندی کی ناک لگائی گئی، مگر وہ septic ہو گئی اور عفونت پیدا ہو گئی تو حضور نے ان کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی، کیونکہ سونا زنگ آلود نہیں ہوتا۔ اب سوال یہ ہے کہ مردوں کے لیے سونا ناجائز قرار دیا گیا ہے، تو ناک کی اجازت کیسے ملی؟ تو سونا مردوں کے لیے بطور زیور ناجائز ہے، لیکن بطور علاج یا ضرورت اس کی اجازت ہے۔[27]

امام طحاوی شرح معانی الآثار کے مصنف، وہ شافعی تھے، بڑے فقیہ اور عالم تھے۔ پھر ان کے سامنے فقہ شافعی کا یہ مسئلہ آیا کہ حاملہ عورت مر جائے اور اس کے رحم میں بچہ ذی حیات ہے تو اس کو operate کر کے نکالا نہیں جائے گا۔ اور فقہ حنفی میں یہ تھا کہ اس کو operate کر کے نکالا جائے گا۔ تو انہوں نے شافعیت کو ترک کر دیا اور حنفیت کو قبول کر لیا اور کہا کہ لا ارضی بمذھب یرضی بموتی۔ کہ میں اس مذہب کو کیسے پسند کروں؟ جو میری موت کو پسند کرتا ہے۔ یعنی اگر میری ماں کا آپریشن نہ ہوا ہوتا تو میں اس دنیا میں نہ آیا ہوتا۔[28]

**یہ سوال کیا گیا کہ کیا غیر مسلم کو مسلم میت کے اعضاء عطیہ کیے جاسکتے ہیں؟**

جب ہم جواز کی بات کریں گے تو دونوں جانب سے عطیہ ہو سکتا ہے، مسلم کا عضو غیر مسلم کو اور غیر مسلم کا عضو مسلم کو کیونکہ انسان کا عضو ناپاک نہیں ہوتا۔ کفر کے نجس ہونے کا جو معنوی حکم ہے وہ اس سے جدا ہے۔[29]

ایک مسئلے کو علامہ خان شیرانی نے حل فرمایا کہ لوگ سوال کرتے ہیں کہ کافر کا کوئی عضو مسلمان کو لگایا گیا یا مسلمان کا کافر کو لگایا گیا، تو جب بعد میں (کافر کو) عذاب دیا جائے گا یا کافر کا عضو مسلمان کو لگے گا تو وہ راحتوں میں رہے گا، تو ایک تو

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے ان طیور کی مثال دی جن کو ذبح کر کے ان کے وجود کا قیمہ بنا دیا گیا، حکم ہوا ، خذ اربعۃ من الطیر فصر ھن الیک پھر ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لو، پھر ان کو پکارو، تو ان کے چاروں طرف بکھرے ہوئے اجزا mix کر کے مخلوط کر کے منتشر کر دیے گئے ہیں، تو جب وہ اس کو اس نام سے بلائیں گے جس نام سے مانوس کیا تھا، تو وہ دوڑے چلے آئیں گے، یاتینک سعیا۔ اب ان کے متفرق اجزا جو مخلوط تھے، ان کو (ایک دوسرے سے جدا ہونے میں اور ان کے وجود تشکیل دینے میں اللہ کی قدرت سے کوئی ٹائم نہیں لگے گا، ادھر بلاوا ہو گا، ادھر دوڑے چلے آئیں گے۔ اگر یہ ایک نبی کے معجزے کی صورت میں بتا دیا گیا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی بارگاہ عالی سے اس طرح کا انتظام پیدا فرما دے گا کہ کسی مومن کا جزو کہیں اور چلا گیا ہے تو وہ اذیت عذاب میں مبتلا نہ ہو اور کسی کافر کے عضو سے مسلمانوں نے استفادہ کیا ہے تو میں کہوں گا کہ شاید اس کی برکت سے اللہ تعالی اسے بھی بچا لے۔[30]

**مولانا گوہر رحمن صاحب کا فتوی (حنفی)**

مولانا گوہر رحمن صاحب اعضا کی پیوند کاری کو پہلے ناجائز ہی قرار دیتے رہے ہیں جیسا کہ ان کی تفہیم المسائل کی پہلی جلد میں مذکور فتوی سے واضح ہوتا ہے لیکن بعد میں انہوں نے اپنی اس رائے سے رجوع کرتے ہوئے بعض شرائط کے ساتھ اس کی اجازت کا فتوی دے دیا جو مذکورہ کتاب ہی کی تیسری جلد صفحہ ۱۵۶ تا ۱۸۹ تک پھیلا ہوا ہے، اس تفصیلی فتوے کا خلاصہ بھی موصوف نے آخر میں درج کر دیا ہے جو حسب ذیل ہے:

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

اصولا تو انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور ان کا استعمال و ابتذال ممنوع ہے اور یہ ممانعت احادیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ لیکن " الضرورات تبیح المحظورات ، اختیار اھون البلیتین اور ترجیح اقوی المصلحتین " کے شرعی قواعد کے تحت اضطراری حالت میں بقدر ضرورت یہ عمل جائز ہے مگر اس کے لیے درج ذیل شرائط ہیں ان میں سے اگر ایک بھی پوری نہ کی گئی ہو تو پھر اعضاء کی منتقلی کی شرعا اجازت نہیں دی جاسکتی:

1. مریض کی موت یا اس کے کسی عضو کے ضائع ہو جانے کا شدید خطرہ۔
2. ماہرین کی رائے یہ ہو کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری سے مریض کے شفایاب ہونے کی قوی امید ہے اور اس عمل کی کامیابی کا غالب گمان ہے۔
3. جس شخص کی لاش سے کوئی عضو لیا جارہا ہو اس کے بارے میں اچھی طرح یقین حاصل کر لیا گیا ہو کہ یہ مر گیا ہے اور اس کے جسم میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں رہی۔
4. اگر زندہ شخص کا عضو مثلاً گردہ لیا جارہا ہو تو اس صورت میں یہ یقین یا غالب گمان حاصل کر لیا گیا ہو کہ اس کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور وہ اپنی خوشی سے یہ عطیہ دے رہا ہو۔
5. میت کے شرعی وارثوں نے اس کا کوئی عضو لینے کی اجازت دے دی ہو اس لیے کہ وہ اس کی تدفین و تجہیز کے شرعا ذمہ دار ہیں اور اگر میت لاوارث ہو تو علاقے کا مجاز قاضی اس کا وارث ہے جس کی اجازت پر عضو لیا جارہا ہے۔


OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

6. اس بات کا اطمینان حاصل کر لیا گیا ہو کہ اعضاء کی پیوند کاری کا یہ عمل انسانی اعضاء کے کاروبار کا ذریعہ ثابت نہیں ہو گا اور حکومتوں نے اس بارے میں قانون کے ذریعے تمام انسدادی اور احتیاطی تدابیر اختیار کر لی ہوں۔[31]

## خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے (حنفی)

انڈیا کے معروف عالم جناب خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے اپنی کتاب جدید فقہی مسائل (صفحہ ۲۲۵ تا ۲۳۰ اور ۳۱۷ تا ۳۱۹) میں اس مسئلہ کے حوالے سے جو بحث کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی میں انسانی اعضا کی پیوند کاری کے جواز کی کوئی راہ نہیں تاہم دیگر فقہی مسالک میں اس حوالے سے توسع پایا جاتا ہے۔ اس لیے موصوف نے انسانی اعضا کی پیوند کاری کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کیے بغیر دیگر فقہا کی آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے جواز کا میلان ظاہر کیا ہے۔[32]

## مفتی حماد الرحمن لدھیانوی کی رائے

مفتی حماد الرحمن لدھیانوی صاحب اعضاء کی پیوند کاری کی اجازت دیتے ہوئے دو صورتیں ذکر کرتے ہیں:

ایک یہ کہ اگر کوئی مریض ایسی حالت کو پہنچ جائے، اس کا عضو اس طرح بے کار ہو کر رہ گیا کہ اگر اس عضو کی جگہ کسی دوسرے انسان کے عضو کی اس کے جسم میں پیوند کاری نہ کی جائے تو قوی خطرہ ہے کہ اس کی جان چلی جائے گی اور سوائے انسانی عضو کے، کوئی دوسرا متبادل اس کمی کو پورا نہیں کر سکتا، ماہر قابل اطبا کو یقین ہے کہ سوائے عضو انسانی کی پیوند کاری کے، کوئی راستہ اس کی جان بچانے کا نہیں ہے اور عضو انسانی کی پیوند کاری کی صورت میں ماہر اطبا کو ظن غالب ہے کہ اس کی جان بچ


OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

جائے گی اور متبادل عضو انسانی اس مریض کے لیے فراہم ہے تو ایسی ضرورت اور مجبوری اور بے بسی کے عالم میں عضو انسانی کی پیوند کاری کرا کے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرنا مریض کے لیے مباح ہے۔

دا سرا یہ کہ اگر تندرست شخص ماہر اطبا کی روشنی میں اس نتیجے پر پہنچتا ہے اگر اس کے دو گردوں میں سے ایک نکال دیا جائے تو بظاہر اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور اپنے رشتہ دار مریض کو اس حال میں دیکھتا ہے اس کا خراب گردہ اگر بدلا نہیں گیا تو بظاہر حال اس کی موت یقینی ہے اور اس کا کوئی متبادل موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کے لیے جائز ہو گا کہ وہ بلا قیمت اپنا ایک گردہ اس مریض کو دے کر اس کی جان بچالے۔[33]

**علامہ صاحبزادہ ابوالخیر زبیر (صدر جمیعت علمائے پاکستان)**

علامہ صاحبزادہ ابوالخیر زبیر صاحب اعضاء کی پیوند کاری کی اجازت دیتے ہوئے احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ اسلام کے ایک ایک حکم کو دیکھیں تو آپ کو اس میں خیر خواہی ہی خیر خواہی نظر آئے گی۔ میرے آقا سرور کون و مکاں ﷺ نے اس خیر خواہی کی، مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی، مصیبتوں اور مشکل میں ان کے کام آنے کی کس قدر ترغیب دلائی، کہ حدیث مبارک میں آتا ہے، مشکوۃ شریف کی مشہور حدیث ہے، حضور سرور کائنات ﷺ نے یہ فرمایا، پچھلی امتوں میں ایک بدکار عورت تھی، اللہ نے اس کو جنت عطا فرمادی۔ آقا! وہ کسی طرح جنت میں چلی گئ؟ فرمایا، وہ جا


OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

رہی تھی، گرمی کا دن تھا، سخت دوپہر تھی، راستے میں ایک کنویں کے کنارے ایک کتا شدت پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا تھا، زبان اس کی باہر نکلی ہوئی تھی، اس عورت کو ترس آیا، اس نے اپنا موزہ اتارا اور اپنے کپڑے سے باندھ کر ڈول بنا کر کنویں میں سے پانی نکالا اور اس کتے کے آگے ڈال دیا۔ اس کتے نے پانی پیا، اس کی زندگی بچ گئی۔ اللہ نے اس کے صدقے میں اسے جنت عطا فرما دی۔ صحابہ حیران ہوئے یا رسول اللہ ﷺ اس کتے کے ساتھ ایسا سلوک کیا؟ اور اسے جنت مل گئی؟ فرمایا، ہاں ہاں۔ جو بھی کسی تر جگر رکھنے والے یعنی کسی ذی روح کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا، اللہ قیامت کے دن اس کو بہترین جزا عطا فرمائیں گے۔ آپ اندازہ کریں، کتے کی جان بچانے پر اگر جنت مل رہی ہے، تو یہاں اگر انسان کی جان بچ جائے تو کیوں نہیں اللہ جنت عطا فرمائے گا اور کیوں نہیں اس کو بہترین جزا عطا فرمائے گا۔[34]

### علامہ مفتی محمد ابراہیم (مہتمم دارالعلوم غوثیہ سکھر)

علامہ مفتی محمد ابراہیم صاحب اعضاء کی پیوند کاری کے عدم جواز پر پیش کی جانے والی ایک اہم دلیل (انسانی تذلیل و تحقیر) کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اعضاء کی پیوند کاری یہ ناجائز کیوں ہے؟ اس پر بالعموم گفتگو یہ کی جاتی ہے کہ یہ انسانی توہین ہے، انسان کی تکریم تحریم، تقدیس کے خلاف ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ انسانی تحریم و تقدیس کے پیمانے ہر زمانے میں ایک سے نہیں رہے، ہر زمانے میں حرمت، تحریم، تقدیس، توہین کے معیار بدلتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر صحابہ کرام کے بارے میں

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

آیا، کہ وہ مساجد میں جوتے کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اس زمانے کی مسجدوں کا فرش کنکروں والا، کچا ہوتا تھا۔ اگر جوتے کے ساتھ کچھ چیزیں لگی ہوئی ہیں تو فرش میں ان کے لیے برداشت تھی۔ لیکن آج کے دور میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسجدوں میں جوتے سمیت چلے جاؤ، جوتے پہن کر مسجدوں کی حرمت کو پامال کرو اس لیے کہ (ایسا کرنا) مسجدوں کی موجودہ تعمیر، نظافت، حسن و جمال، تزئین کے خلاف ہے، ہمارے عرف میں اسے بے حرمتی سمجھا جانے لگا ہے۔

ایک بات اور عرض کروں، ایک انسان، ایک نفس محترمہ ہے، اس کا گردہ یا کوئی اور عضو نکالا گیا، تذلیل تب ہو گی کہ اسے کتے میں فٹ کیا جائے یا گدھے میں لگا دیا جائے یا کسی اور جانور میں لگا دیا جائے۔ لیکن آپ نے ایک محترم جان کو بچانے کے لیے ایک محترم نفس سے وہ عضو نکالا، تو آپ نے جو یہ عضو منتقل کیا ہے، یہ تذلیل نہیں ہو رہی، یہ انسان کی تکریم، تقدیس اور توقیر ہو رہی ہے۔[35]

## جناب محمد خالد سیف صاحب (اہل حدیث عالم)

جناب محمد خالد سیف صاحب جو اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہے ہیں، نے اپنے ایک مضمون بعنوان "انسانی اعضاء کی پیوندکاری اور انتقال خون" (مطبوعہ سہ ماہی منہاج لاہور، جلد ۸، عدد ۲، اپریل ۱۹۹۰ء) میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کے بعد یہ رائے دی ہے کہ میت کے اعضا سے تو استفادہ کیا جا سکتا ہے مگر زندہ افراد کے اعضا سے استفادہ بعض مفاسد کی وجہ سے جائز نہیں۔[36]


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

**جاوید احمد غامدی**

آپ عدم جواز کے قائلین کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

**اِس معاملے میں دو باتیں کہی جاتی ہیں:**

ایک یہ کہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے، لہٰذا اُس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مرنے سے پہلے اپنے اعضا کسی کو دینے کی وصیت کرے۔ آدمی کا جسم اُسی وقت تک اُس کے تصرف میں ہے، جب تک وہ خود اُس جسم میں رہتا ہے، اُس سے نکل جانے کے بعد اُس کا اِس جسم پر کوئی حق باقی نہیں رہتا کہ وہ اُس کے بارے میں وصیت کرے اور اُس کی یہ وصیت نافذ العمل قرار دی جائے۔ دوسری یہ کہ انسانی لاش کی حرمت قائم رہنی چاہیے۔ زندہ انسان اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ اُن کا فرض ہے کہ مرنے والے کا جسم پورے احترام کے ساتھ دفن کر دیں۔ لاش کو چیرنا پھاڑنا یا اُس کا کوئی عضو کاٹ لینا اُس کی بے حرمتی ہے اور دنیا کا کوئی اخلاقی نظام اِس کی اجازت نہیں دے سکتا۔

ہمارے نزدیک یہ دونوں باتیں محل نظر ہیں۔

اِس میں شبہ نہیں کہ ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، مگر اِس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں انسان کو دی ہیں، حدود الٰہی کے اندر وہ اُن میں ہر طرح کے تصرف کا حق رکھتا ہے۔ چنانچہ عزت، آبرو، اہل و عیال اور اپنے وطن اور دین کے لیے وہ اپنی جان قربان کر دیتا ہے، اپنا مال لٹا دیتا ہے، اور یہ جانتے ہوئے کہ مارا جاؤں گا یا اپنا کوئی عضو کھو دوں


OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

گا، اِنھی مقاصد کے لیے اپنے آپ کو جنگ میں جھونک دیتا ہے، آگ میں کود پڑتا ہے، بڑے سے بڑے خطرے کو انگیز کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اِن تصرفات کو نفس اور مال کے جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ سے تعبیر کیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو جگہ جگہ ترغیب دی ہے کہ اپنی یہ چیزیں وہ اِن مقاصد کے لیے خرچ کریں۔ اِس سے واضح ہے کہ قرآن اِس حق تصرف کو تسلیم کرتا ہے۔ انسان کا حق وصیت اِسی حق تصرف کا لازمہ ہے۔ چنانچہ ہم جس طرح یہ حق رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد اپنے مال کے بارے میں وصیت کریں، اِسی طرح یہ حق بھی رکھتے ہیں کہ اپنے جسم کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے بارے میں وصیت کر دیں۔ اپنا کوئی عضو کسی شخص کو دینے کی وصیت بھی اِسی قبیل سے ہے۔ پہلی سب چیزیں اگر جائز ہیں اور آدمی کے اپنے جسم سے نکل جانے کے باوجود ہو سکتی ہیں تو اعضا کے بارے میں وصیت کو ناجائز کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ لاش کی بے حرمتی کو بھی اِسی طرح دیکھنا چاہیے۔ اِس کا تعلق نیت اور محرکات سے ہے۔ کسی شخص کے عضو کو نقصان پہنچانا جرم ہے۔ قرآن میں اِس کے لیے قصاص اور دیت کے احکام دیے گئے ہیں، لیکن مریض کی اجازت سے ایک ڈاکٹر اُس کا ہاتھ یا پاؤں کاٹ دیتا ہے تو کوئی شخص بھی اُسے مجرم قرار نہیں دیتا۔ پھر مقتول کی لاش پر گھوڑے دوڑانے یا اُس کا مثلہ کرنے اور تحقیق و تفتیش کے لیے اُس کا پوسٹمارٹم کرنے میں فرق کیوں نہ کیا جائے؟ آدمی اپنا مال کسی ضرورت مند کو دینے کی وصیت کرے تو یہ ایک نیکی کا کام ہے، اِسی طرح اپنا کوئی عضو کسی ضرورت مند کو دینے کی وصیت کرے تو اِسے بھی نیکی ہی کہنا چاہیے۔ اِس کی تعمیل کو لاش کی بے حرمتی کیوں سمجھا جائے؟۔[37]


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

## دونوں آراء کا تجزیہ

اسلام میں اعضاء کی پیوند کاری ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر مختلف مکاتبِ فکر نے مختلف آراء پیش کی ہیں۔ اس مسئلے میں انسانی جان کی حرمت، جسم کے احترام، ضرورت و مجبوری، اور فقہی اصولوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا بحث کے تناظر میں ذیل میں ہم اس کے جواز اور عدم جواز کے دلائل پر ایک تجزیہ پیش کرتے ہیں:

اسلامی اصولوں کے مطابق کسی بھی معاملے میں مقاصدِ شریعت (یعنی دین، جان، عقل، نسل اور مال کا تحفظ) کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اگر اعضاء کی پیوند کاری کسی کی جان بچانے یا شدید تکلیف دور کرنے کا واحد ذریعہ ہے، تو شریعت اس کی اجازت دیتی ہے، اکثر جدید فقہا اور علمی ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ مخصوص شرائط اور حدود کے اندر رہتے ہوئے اعضاء کی پیوند کاری جائز ہے اور بعض حالات میں واجب (فرض کفایہ) بھی ہو سکتی ہے۔ بشر طیکہ:

- رضائے الٰہی مقصد ہو
- عطیہ دہندہ کی رضامندی ہو (زندہ یا وصیت کی صورت میں)
- تجارتی مقصد نہ ہو
- ضروری طبی معیارات اور عزت و وقار کی حفاظت ہو
- پیوند کاری کا عمل ماہر ڈاکٹروں کے زیر نگرانی ہو


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 5, 2025

**فقیر کی رائے میں درج ذیل دس شرائط کے ساتھ اجازت ہونی چاہیئے:**

- مستند ڈاکٹرز تجویز کریں۔
- عطیہ لینے والے کی زندگی کا انحصار اسی عطیہ پر ہو۔
- عطیہ کرنے والے کی زندگی کو خطرہ یا شدید بیماری کا خطرہ لاحق نہ ہو۔
- ظاہر جسم عیب دار نہ ہو۔
- بعد از وفات دماغی موت سے پہلے ہو۔
- بعد از وفات وصیت کے ساتھ ہو بصورت دیگر ورثاء کی اجازت ہو۔
- تجارتی غرض سے نہ ہو۔
- خونی رشتہ دار ہو۔
- قریبی رشتہ دار ہو۔
- سخت مجبوری میں اعضاء کا باہم تبادلہ بھی ممکن ہے کہ گردہ کی ضرورت ہے مگر جگر دستیاب ہے تو جگر دے کر کسی اور کا گردہ بھی لیا جا سکتا ہے.


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

## خلاصہ کلام

اسلام میں اعضاء کی پیوندکاری ایک اہم اور اجتہادی مسئلہ ہے جو جدید طبی ترقی کے تناظر میں سامنے آیا ہے۔ شریعتِ اسلامی انسانی جان کی عظمت اور حفاظت کو بنیادی اہمیت دیتی ہے، اور اسی بنیاد پر ضرورت، مجبوری، اور انسانی فلاح کی صورت میں اعضاء کی پیوندکاری کی اجازت دی گئی ہے۔ تاہم، اس اجازت کے ساتھ چند شرائط لازم ہیں جیسے عطیہ دہندہ کی رضامندی، تجارتی مقاصد سے اجتناب، اور انسانی جسم کے وقار کا تحفظ وغیرہ۔ دوسری طرف، بعض علماء نے انسانی جسم کی حرمت، تخلیقِ خدا میں مداخلت، اور ممکنہ غلط استعمال کے خدشات کی بنیاد پر اس عمل سے روکا ہے۔ مجموعی طور پر جدید اسلامی فقہ اور علمی ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ مخصوص شرائط کے تحت اعضاء کی پیوندکاری جائز ہے اور بعض اوقات یہ شرعی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ یہ عمل نہ صرف مریضوں کی زندگی بچا سکتا ہے بلکہ اسلام کے انسانیت نواز پیغام کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

## نوٹ

یہ مقالہ دس اپریل بروز جمعرات ۲۰۲۵ء DOW UNIVERSITY OF HEATH SCIENCES بعنوان ''تکریم اعضاء آگاہی پروگرام'' بمقام ''معین آڈیٹوریم، ڈاؤ میڈیکل کالج کراچی'' میں پڑھا گیا۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

## سفارشات وتجاویز

- اعضاء کے عطیہ کے بارے شعور اور آگاہی کا اہتمام کیا جائے۔
- اعضاء کے غیر قانونی عطیہ یا کاروبار کی روک تھام کے لیے اور اسلامی طریقے پر اعضاء کے عطیہ کے فروغ کے لیے حکومت مناسب قانون سازی کرے۔
- ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور قومی سطح پر اس کی صحیح آگاہی کے لیے سیمینار منعقد کیے جائیں۔
- الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا کو استعمال کیا جائے۔
- مرکزی جامعات، دارالافتاء اور تمام مسالک کے جید علماء سے تحریری فتاوی حاصل کیے جائیں۔
- چونکہ اس مسئلہ کا تعلق اجتہاد سے ہے اس لیے کسی جگہ بھی جبر یا سختی کی بجائے خدمت خلق، خدمت انسانیت کے جذبے کو فروغ دیا جائے۔
- عدم جواز کے قائلین کے اعتراضات، اشکالات اور سوالات کے علمی تحقیقی جوابات دیئے جائیں۔


CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 5, 2025

## حوالہ جات

[1] التین:4

[2] بنی اسرائیل:۷۰

[3] البقرہ:۲۹

[4] بنی اسرائیل :۳٦

[5] محمد شفیع ،مولانا،انسانی اعضاء کی پیوندکاری،ص ۱۳،دارالاشاعت،کراچی،۱۳۸۷ھ

[6] روم:۳۰

[7] النساء :۱۱۹

[8] سعیدی،غلام رسول،علامہ،تفسیر تبیان القرآن،ج۹،ص ۱۵۹،فرید بک سٹال،لاہور،۲۰۰۴ء

[9] القشیری،مسلم بن حجاج،(ت:۲٦۱ھ) صحیح مسلم(کتاب اللباس،باب التحریم فصل الوصالۃ والمستوصلۃ) قم الحدیث۵۵٦۸۔دارالصادر،بیروت

[10] نووی،یحیٰ بن شرف،ابوذکریا محی الدین،(ت:٦۷٦ھ)، صحیح مسلم شرح النواوی،ج۹،ص۵۷۸،مکتبہ نزار، مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ،۱۴۱۷ھ

[11] ابو داؤد سجستانی ، سلیمان اشعث،(ت:۲۷۵ھ) سنن ابی داؤد(کتاب الخاتم،باب ماجاءفی ربط الاسنان،بالذھب،رقم الحدیث ۴۲۳۲۔دالاشاعت،بیروت

[12] ابن نجیم،زین الدین بن ابراہیم بن محمد،(ت :۹۷۰ھ)البحر الرائق،ج٦/۵:ص ۸۱،سعید ایچ ایم کمپنی،کراچی،۱۹۱۰ء

[13] سرخسی،محمد بن احمد،ابو سہل،(ت :۴۸۳ھ)المبسوط،ج۱۵/۱٦،ص ۱۲۵،ادارۃ القرآن کراچی،۱۹۸۷ء

[14] **محمد بن الحسن الشيباني**،شرح السير الكبير للسرخسي،باب دواء الجراحة،ج۱ص:۹۲،**دار الكتب العلمية: بيروت**،۱۹۹۷

[15] کاسانی،ابو بکر بن مسعود،علاؤالدین،(ت:۵۸۷ھ)البدائع الصنائع،ج۷،ص۱۷۷،سعید ایچ ایم کمپنی،کراچی،۱۹۱۰ء

[16] قاسمی،مجاہدالاسلام،مولانا،جدید فقہی مباحث،ج۱،ص۱۹۵،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ،کراچی،۱۴۰۹ھ

[17] مودودی،سید ابوالاعلیٰ،(ت :۱۹۷۹ء)،رسائل ومسائل،ج۳،ص ۲۹۴،اسلامک پبلشرز لمٹیڈ،لاہور،۱۹٦۵ء

[18] سنبھلی،محمد برھان الدین،مولانا،جدید مسائل کا شرعی حل،ص ۲۵۲،ادارہ اسلامیات،لاہور ۲۰۰۰ء

[19] ڈاکٹر،طاہر القادری،جدید مسائل کا اسلامی حل،ص۸۸،نایاب پرنٹرز فیصل آباد،۲۰۱۲ء

[20] لدھیانوی،محمد یوسف،مولانا(ت :۲۰۰۰ء) آپ کے مسائل اور ان کا حل،ج۹،ص۱۷۷،مکتبہ لدھیانوی،کراچی،۱۹۹۹ء

[21] ریاض حسین شاہ کاظمی،جدید فقہی مسائل اور ان کا شرعی حل،ص۹۹،زاویہ پبلشرز،لاہور،۲۰۱۰ء

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

[22] الشیخ نظام، الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الھبہ، ج۴، ص۴۱۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت: لبنان، ۲۰۰۰ء

[23] ابن عابدین، رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب الآدمي مکرم شرعا ولو کافرا، ج ۷، ص۲۴۵، دار العالم الکتب الریاض، ۲۰۰۳ء

[24] محمود حسن گنگوہی، فتاویٰ محمودیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، باب التداوی والمعالجۃ، ج۱۸، ص۳۳۶، ادارہ الفاروق کراچی، بار اول ۲۰۰۵ء

[25] مولانا عبد الحق، فتاوی حقانیہ، باب التداوی، ج ۲، ص۳۹۷، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۹ء

[26] حافظ مبشر حسین، جدید فقہی مسائل کتاب وسنت کی روشنی میں، ص۱۶۷، ۱۶۶، مبشر اکیڈمی لاہور، ۲۰۰۸ء

[27] سندھ انسٹیوٹ آف یورولوجی اینڈ ٹرانسپلانٹیشن، مجموعہ خطبات، ص۱۷، شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی، ۲۰۰۶ء

[28] ایضاً، ص۴۷، ۳۷

[29] ایضاً، ص۱۷

[30] سندھ انسٹیوٹ آف یورولوجی اینڈ ٹرانسپلانٹیشن، مجموعہ خطبات، ص۳۷

[31] جدید فقہی مسائل کتاب وسنت کی روشنی میں، ص۱۸۶، ۱۸۵

[32] ایضاً

[33] سندھ انسٹیوٹ آف یورولوجی اینڈ ٹرانسپلانٹیشن، مجموعہ خطبات، ص۴۳، ۴۲

[34] ایضاً، ص۵۶، ۵۵

[35] سندھ انسٹیوٹ آف یورولوجی اینڈ ٹرانسپلانٹیشن، ص ۶۴، ۶۳

[36] جدید فقہی مسائل کتاب وسنت کی روشنی میں، ص۱۸۶، ۱۸۵

[37] غامدی، جاوید احمد، ماہنامہ اشراق، فروری ۲۰۱۰ء


cc BY